”زاغِ رِفض“ حنیف قریشی کو جواب

جب سے 15 مئی 2022ء کو راولپنڈی میں انٹرنیشنل ”سنی کانفرنس“ کے نام سے بلائی گئی سنی کانفرنس ناکام ہوئی اور بے تحاشا خالی کرسیوں کو خطاب کرتے زاغِ رفض کی ویڈیو وائرل ہوئی، وہ بہت زیادہ حواس باختہ ہو چکا ہے۔ پھر جب 28 جون کو کراچی میں تحریک صراط مستقیم کی طرف سے بلائی گئی ”سنی کانفرنس“ کامیاب ہوئی اور امام جلالی زید شرفہ کا تاریخی اور باطل کش تفصیلی خطاب ہو گیا تو روافض اور ان کی بی ٹیم کے ہاں صف ماتم بچھ گئی۔ اسی غیض وغم اور رنج والم کی کیفیت میں ”زاغِ رفض“ نے جماعت اہل سنت کے مرکزی امیر محترم حضرت پیر سید محمد مظہر شاہ صاحب کاظمی اور جماعت اہل سنت کراچی کے امیر محترم حضرت پیر سید عبدالحق شاہ قادری صاحب کے نام ایک خط لکھ مارا۔ خط لکھنے کا سبب یہ تھا کہ کچھ لوگوں کے لحاظ سے حنیف قریشی کے رفض کا پردہ چاک ہوا۔ ”زاغِ رفض“ نے اپنی گستاخیوں کو چھپانے کے لیے ایک کاروائی کرنا چاہی، جو ایک فرضی مجلس تحکیم اور ایک مجوزہ توبہ کی آڑ میں پھر سے اپنا رفض چھپانے کی ایک کاوش تھی۔ جن دو ہستیوں کے نام یہ خط لکھا گیا، وہ تو شاید ”زاغِ رفض“ کو اس قابل بھی نہ سمجھیں کہ اس کے خط کا جواب دیں۔ بندۂ ناچیز یہاں ”زاغِ رفض“ حنیف قریشی نے جو قبلہ کنز العلماء امام جلالی زید شرفہ کے بارے میں دجل وکذب سے یاوہ گوئی کی ہے، اس کا جواب دینا چاہتا ہے۔ یاد رہے کہ میری اس تحریر کے اہم مندرجات کنز العلماء زید شرفہ کی تحقیقات ہی سے ماخوذ ہیں۔

1: قارئین! یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ وہ کیا چیز ہے روافض کے اعتراض کے جواب میں جسے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لحاظ سے خطائے اجتہادی کہا گیا؟؟ جو گناہ نہیں بلکہ باعث اجر وثواب ہے۔ قرآنی آیت ”يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ“ میں ”کُمْ“ ضمیرِ خطاب کا خطاب اُمت کے لیے ہے یعنی اُمت مسلمہ کے افراد کی وراثت کیسے تقسیم ہوگی؟ یہاں رسول کریم ﷺ کی وراثت کی تقسیم کے بارے میں احکام کا ذکر نہیں ہے۔ حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سمجھ رہی تھیں کہ ”کُمْ“ ضمیر میں خود رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہیں اور آپ ﷺ کی وراثت کا حکم بھی اُمت کی طرح بیان کیا جا رہا ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت میں تقسیمِ وراثت کے احکام کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کو بھی شامل سمجھنا یہ آپ کا اجتہاد تھا۔ اسی اجتہاد کے پیش نظر ہی آپ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فدک کا سوال کیا۔ جبکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ یقین تھا کہ ”يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ“ کی ضمیر خطاب میں اُمت کے افراد کی وراثت کی تقسیم کے احکام کا ذکر ہے، اس میں رسول اللہ ﷺ کی وراثت کی تقسیم کا ہرگز ذکر نہیں ہے۔ اس مقام پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد کا مدار فرمانِ رسول ﷺ پر تھا۔ چنانچہ یہ اجتہادی اختلاف قرآن مجید کی آیت ”يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ“ کی ضمیر خطاب کی مراد کے تعین پر تھا۔ ایک موقف حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی رائے اور اپنے اجتہاد سے اپنائے ہوئے تھیں جبکہ دوسرا موقف حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانِ رسول ﷺ کی وجہ سے اپنائے ہوئے تھے۔ لہٰذا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف ”نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُوْرَثُ“ پیش کر کے یہ واضح کیا کہ ”يُوْصِيْكُمْ“ میں ”کُمْ“ ضمیر کے اندر رسول اللہ ﷺ شامل نہیں بلکہ یہ حکم صرف اُمت کا ہے۔ جسے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوراً تسلیم کر لیا۔ یہ ہے جو کہا گیا کہ ”جب مانگ رہی تھیں، خطاء پر تھیں“ یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو ”يُوْصِيْكُمْ“ میں سرکارِ دوعالم ﷺ کو شامل سمجھ رہی تھیں تو یہ ہرگز ویسے خطاء نہیں، اجتہادی خطاء ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حدیث بتانے پر فوراً یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ”يُوْصِيْكُمْ“ میں سرکارِ دوعالم ﷺ شامل نہیں، لہٰذا اسی وقت یہ معاملہ ختم ہو گیا۔ ”زاغِ رفض“ جسے ساری عمر ہوگئی پینترے بدلتے ہوئے اس کا یہاں کہنا پہلے مطلق خطاء کہا پھر پینترا بدلا اور خطائے اجتہادی کہا، سراسر دھاندلی ہے۔ ویسے تو کتنے مقامات ہیں حدیث شریف اور اکابر کی عبارات میں جہاں ذکر خطاء کا ہے اور پھر اجتہادی مراد لیا گیا۔ مگر قبلہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی نے تو اس مقام کو بیان کرنے سے پہلے صرف لفظ اجتہاد ہی نہیں بلکہ یہاں جو اجتہاد ہے، تقریر میں وہ پورا ذکر کیا ہے۔ بات صرف ہٹ دھرمی کی ہے یا پھر کسی کے پاس حق سننے سمجھنے کا وقت نہیں۔ ”عدالت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیمینار“ جو 23 فروری 2020ء کو سیفی علی رافضیہ ملعونہ کی گستاخیوں کے جواب میں مرکز صراط مستقیم تاج باغ لاہور میں منعقد کیا گیا، اور امام جلالی زید شرفہ نے مسئلہ فدک کی حقیقت کو تقریباً ساڑھے چھ گھنٹے کے دورانیہ کے مقالہ میں بیان کیا، اسی میں ”تصفیہ مابین سنی وشیعہ“ سے روافض کے اعتراض اور حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جواب کو ذکر کیا۔ جن لفظوں کو اچھالا گیا، ان سے پہلے باقاعدہ اس اجتہاد کا ذکر کیا، بعد میں جس کے ضمن میں خطاء کا ذکر ہوا۔ کاش کہ معترضین روافض کے اشاروں پر بلا سوچے سمجھے ناچنے سے پہلے یہ الفاظ سن لیتے: ”رافضی کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ حدیث سے استدلال کر رہے تھے اور ادھر فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو قرآن پڑھ رہی تھیں۔ حدیث، قرآن کا کیا مقابلہ ہو سکتا ہے؟ تو پیر مہر علی شاہ صاحب نے کہا قرآن جس بارے میں ہے اس بارے میں تو مقابلہ نہیں ہو سکتا لیکن ''یُوْصِیْکُمُ'' میں سرکار ﷺ کا ذکر ہی نہیں ہے، سرکار ﷺ کی اُمت کا ذکر ہے۔ لہٰذا حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اگر یہ دلیل پیش کی تھی تو پھر بھی معصوم نہیں تھیں۔'' جب ایک اجتہاد ذکر کر کے پھر اس میں خطاء کہا جائے گا تو اب خطاء کے ساتھ اجتہادی کہنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی جیسے اصول فقہ میں یہی اسلوب موجود ہے۔ دوسری مرتبہ تاجدارِ گولڑہ شریف قدس سرہ العزیز کی کتاب ''تصفیہ مابین سنی وشیعہ'' کا مسئلہ فدک پر حوالہ امام جلالی زید شرفہ نے ''شانِ مولا علی سیمینار'' میں پیش کیا جو کہ 28 فروری 2020ء کو منعقد ہوا۔ وہاں امام جلالی زید شرفہٗ نے تو ابھی یہ جملہ مکمل نہیں کیا تھا کہ ساتھ وہ لفظ بولے کہ جس سے پتا چلا کہ یہ خطاء اجتہادی ہے۔ اور اجتہادی بھی وہ نہیں جو تا وقتِ وصال قائم رہی ہو، یا چند سال یا چند مہینے یا چند دن قائم رہی ہو، بلکہ اگلا جملہ بول کر خطائے اجتہادی کی بھی وہ قسم متعین کر دی جو بالکل قلیل وقت کی خطائے اجتہادی ہے۔ روافض کے بیانیہ کے مریضوں یا پھر ان حضرات کو جنہوں نے ماقبل یا مابعد پر غور کرنے کی تکلیف نہیں کی، انہیں مسئلہ بنا ورنہ یہاں کوئی الجھن تو تھی ہی نہیں۔ کیونکہ امام جلالی زید شرفہ نے اس کے فوراً بعد کہا: ''لیکن جب آگے سے حدیث آئی تو ان کی یہ شان ہے کہ جن کے جگر کا ٹکڑا ہیں ان کی حدیث سن کے سرِ تسلیم خم کر لیا۔'' یہ اس چیز کا بیان ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حدیث سننے سے پہلے جو اپنا اجتہادی موقف قائم کیا تھا، حدیث سنتے ہی اس کو ترک کر دیا۔ اور یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین نہیں بلکہ اسے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان کے طور پر ذکر کیا گیا۔ اگر خدانخواستہ خطاء بمعنی گناہ مراد لیا گیا ہوتا تو اس کے ختم ہونے کے لیے عفو کا ذکر کیا جاتا۔ پھر امام جلالی نے اپنی کئی تقریروں میں واضح کر دیا کہ یہاں خطائے اجتہادی مراد ہے جو گناہ نہیں۔ کسی نے اگر خطاء کا معنی گناہ کرنا ہے تو پھر میرا جملہ نہ بولے وہ کہے خطاء پہ نہیں تھیں۔ انہوں نے تو ضد کی ہی نہیں ضرور یہ جملہ بولو یا خطاء کا معنی گناہ لو۔ ''یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ'' اور ''لَا نُوْرَثُ'' کے بارے میں سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اجتہاد کی بحث دیکھنی ہو تو عمدۃ القاری شرح بخاری (422/10، دار الفکر) فتح الباری شرح البخاری (249/6، دار الکتب العلمیۃ بیروت)۔ اور جو اردو میں پڑھنا چاہتے ہیں تو نعم الباری فی شرح الصحیح البخاری میں ہے: ''یہ اجتہاد کے باب سے ہے۔ اگر سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اجتہاد صحیح ہوتا تو ان کو اس میں دو اجر ملتے اور اگر خطاء ہے تب بھی انہیں ایک اجر بہر حال ملے گا، اور ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے سارے فرشتوں اور مخلوق کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ اس باب میں صحت اور ثواب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا اور ان کے باقی اصحاب کے ساتھ تھا۔ (نعم الباری فی شرح صحیح بخاری، جلد: 14، صفحہ: 841، ضیاء القرآن پبلی کیشنز کراچی) ایسے ہی اجتہاد اور اس میں جانب صائب کی بحث غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہٗ العزیز کی کتاب ''مشکلات الحدیث'' کے صفحہ نمبر 207 اور 208 پر بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ یہ بحث اپنے طور پر تو جانب مصیب اور غیر مصیب کے الفاظ سے بھی بیان کی جا سکتی ہے لیکن ''تصفیہ'' میں چونکہ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرٗ العزیز نے روافض کا اعتراض ذکر کر کے جواب دیا ہے اور اس کے جواب میں خطا کا ذکر کیا ہے۔ لہٰذا روافض کے جواب میں پیر صاحب کے تتبع میں اس کا ذکر ضروری ہوا۔ اگر چہ پیر صاحب نے تو خطا کا اور معنی مراد لیا مگر امام جلالی زید شرفہٗ نے تمام مضمون شروع سے ہی اجتہادی خطاء کے لحاظ سے چلایا ہوا تھا، اس لیے اجتہادی خطاء ہی مراد لیا۔ چونکہ مخالف رافضی ہے جس کا جواب دیا جا رہا ہے، اس کے نزدیک تو معصوم سے اجتہادی خطاء بھی نہیں ہو سکتی ہے۔ امام جلالی زید شرفہ نے تو چیلنج کیا تھا کہ روافض کے اس اعتراض کے جواب میں پیر صاحب کے جواب سے ہٹ کر کسی کے پاس کوئی جواب ہو یا پیر صاحب کے جواب کی اور وضاحت کی جا سکتی ہو جو روافض کے اعتراض کا صحیح جواب بھی بن سکے۔ مگر آج تک ان دونوں باتوں کی کسی کو توفیق نہیں ہو سکی۔ صرف روافض کا اعتراض برقرار رکھنے کے لیے توہین کا شور مچاتے ہیں۔

2: ''زاغ رفض'' وغیرہ کے دلوں پر شاید مہر لگ چکی ہے کہ بار بار ان کو بتانے سے ان کے دل حق قبول کرنے سے عاری ہیں۔ ''زاغ رفض'' لکھتا ہے کہ اس شخص نے یہاں تک کہا: ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باغ فدک نہ دے کر بی بی پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لقمہ حرام سے بچا لیا۔'' یہ بات بار بار بیان کی جا چکی ہے پھر بھی کذاب ''زاغِ رفض'' جان بوجھ کر گمراہی پھیلاتا ہے۔ یہ بات کس پس منظر میں ہے اور کس کی ہے؟ عظیم امام احمد بن اسماعیل کورانی شافعی ثم حنفی متوفیٰ 892ھ اپنی عظیم کتاب ''الکوثر الجاری شرح صحیح بخاری میں بیان فرماتے ہیں کہ اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوال پر باغ فدک انہیں دے دیتے تو کیا ہوتا؟ آپ لکھتے ہیں: وَ لَوْ أَجَابَهَا اِلٰی سَوَالِهَا كَانَ مَعْصِيَةً مِنْ وَجْهَيْنِ: اَلْاَوَّلُ: مُخَالَفَةُ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ اِبْطَالُ صَدَقَتِهٖ. اَلثَّانِي: أَنَّهٗ كَانَ مَا يُعْطِي لِفَاطِمَةَ مَالًا حَرَامًا بِلَا خِلَافٍ. (الکوثر الجاری شرح صحیح بخاری، جلد نمبر 6، حدیث نمبر: 3093، صفحہ نمبر 88، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی) ...... ''اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فدک دے دیتے تو یہ دینا دو وجہ سے معصیت بنتا۔ ...... نمبر 1: رسول اکرم ﷺ کے حکم کی مخالفت بنتی اور رسول اکرم ﷺ کے صدقہ کو باطل کرنا لازم آتا۔ ...... نمبر 2: بلا اختلاف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مال حرام نہیں دے سکتے تھے۔'' اب احداث فی الدین والی یہ روافض کی بی ٹیم امام کورانی کو جواب دیں، امام جلالی تو ناقل ہیں۔ یاد رہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مانگنا معاذ اللہ حرام کا مانگنا نہیں کیونکہ ان کا اجتہاد یہ تھا کہ ''یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ'' کے ''کُمْ'' میں رسول اکرم ﷺ بھی داخل ہیں جبکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یقین تھا کہ یہ حکمِ اُمت کا بیان ہے، رسول اکرم ﷺ کے

ورثے کا نہیں تو جانتے ہوئے کیسے دے دیتے۔ اسی لیے ''زاغِ رفض'' کے ممدوح پیر محمد کرم شاہ الازہری نے لکھا: ''ہاں اگر وہ ایسا نہ کرتے تو وہ قابلِ سرزنش ہوتے بلکہ اس وقت کا زندہ اور بیدار معاشرہ احکامِ الٰہی اور سنت نبوی ﷺ کی اس خلاف ورزی کو ہرگز برداشت نہ کرتا۔'' (ضیاء النبی ﷺ، جلد: 4، صفحہ نمبر: 270، ضیاء القرآن پبلی کیشنز) اب پیر محمد کرم شاہ الازہری نے جو لکھا اس کا مطلب یہی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فدک نہ دے کر خود کو احکامِ الٰہی اور سنت نبوی ﷺ کی خلاف ورزی سے بچا لیا اور قابلِ سرزنش ہونے سے بچا یا۔ کیا آپ پیر محمد کرم شاہ کو بھی وہ مغلظات بکیں گے جو امام جلالی کو بکیں؟ حالانکہ کنز العلماء ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی اطال اللہ عمرہ نے تو بطورِ ناقل ذکر کیا۔

3: ''زاغِ رفض'' اور روافض کی دیگر بی ٹیم کو روافض کی طرف سے وہ چابی بھری گئی تھی کہ انہوں نے یہ تکلیف ہی نہیں کی کہ جو جملے روافض نے کلپ میں سے کاٹ کر لگائے، کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے اس خطاب کو ہی سن لیا جائے۔ جس خطاب کی تمہید میں امام جلالی زید شرفہ نے کہا: ''اب یہ بات اس پوری گفتگو میں ذہن میں رکھنی ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دلِ مبارک میں مال کا پیار ایک فیصد کا کروڑواں حصہ بھی نہیں تھا۔'' پھر کہا: ''آج چھوٹے سے ولی کی بیٹی دل کا وہ تزکیہ رکھے کہ باغوں سے بے نیاز ہو جائے اور جو سارے جہانوں کے تاجدار ﷺ کی شہزادی ہوں، دنیا کے خزانے جن کے قدموں کی دھول ہوں وہ جب ان کی طرف نسبت سوال کی جا رہی ہے تو یہاں بھی رک کر ایک بار اعتکاف کرنا چاہیے۔'' یہاں سے کس قدر واضح ہے کہ اس سارے موضوع کا مقصد حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان و عظمت کا اظہار ہے نہ کہ معاذ اللہ ان کی توہین و تنقیص۔

4: یہ بیان بھی تب کیا جب 28 جنوری 2020ء کو سیفی علی ملعونہ رافضیہ کی ''ابتک چینل'' پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ غاصب قرار دینے کا کسی نے جواب نہیں دیا اور اب تک بھی ان روافض کی بی ٹیم کو توفیق نہیں ہوئی اور اب تک بھی یہ مسئلہ نہیں بیان کیا گیا۔ جب کوئی شریعت کی حدود پھلانگتا ہوا حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو معصومہ قرار دے رہا ہوتا ہے۔ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اقتداء میں اسے بیان کیا جاتا ہے، جہاں تک سیدہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مناقب کی بات ہے تو جتنے سچے مناقب سیدہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے امام جلالی ید شرفہ نے لکھے ہیں، اتنے روافض نے بھی نہیں لکھے۔

5: حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''تصفیہ'' میں حضرت سیدۃ النساء سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام لکھ کر روافض کے جواب میں تطہیر کا معنی بیان کرتے ہوئے معصومیت کی نفی کرتے ہوئے اور مسئلہ فدک میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق اجتہادی کو بیان کرتے ہوئے امام جلالی مدظلہ العالی نے اسے ذکر کر کے اس سے صرف خطائے اجتہادی کی جہت اختیار کی۔ حالانکہ پیر صاحب نے تو وہ خطاء لکھی جس کے بعد عفو ہوتی ہے۔ اس کے ضمن میں پیر صاحب کی عبارت میں لفظ ممکن کی وضاحت میں یہ اصول کنز العلماء امام جلالی اطال اللہ عمرہ نے بیان کیا: ''جب ایک فعل کے بارے میں خطاء کا امکان لکھا جائے اور اس فعل کا وقوع یقیناً ہو چکا ہو تو اب اس میں خطاء کے امکان کا جب قول کیا جائے گا تو وہ امکان وقوع کو مستلزم ہوگا۔'' یہ وہ اصول تھا جس کی وضاحت بار بار امام جلالی زید شرفہ نے کی۔ لیکن واسطہ ان پڑھ ٹولے سے پڑ گیا ہے جنہیں حماقت کی ایک پہاڑی سے روکتے ہیں تو وہ فوراً دوسری پہاڑی پہ چڑھ دوڑتے ہیں۔

6: اہل سنت و جماعت کے نزدیک اجتہاد کا یہ اصول ہے: ''ابتدائے اجتہاد میں جانبین حق پر ہوتے ہیں اور انتہائے اجتہاد میں ایک حق پر ہوتا ہے اور دوسرا خطاء پر۔ مگر حق والا اس حق پر ہوتا ہے جو حق اجتہادی ہے نہ کہ وہ حق جو باطل کے مقابلہ میں ہے، خطاء والا خطائے اجتہادی پر ہوتا ہے جو باعث اجر و ثواب ہے نہ کہ اس خطاء پر جو بمعنی گناہ ہے۔ ''زاغِ رفض'' حنیف قریشی اور روافض کی بی ٹیم نے لوگوں کو یہ تو بتایا کہ حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے میں حق پر تھے اور وہ خطاء پر تھے۔ انہوں نے وضاحت کی ہوتی کہ مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس حق پر کہا گیا وہ حق اجتہادی تھا، نہ کہ وہ حق جو باطل کے مقابلہ میں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جس خطاء پر کہا وہ گناہ نہیں، وہ خطائے اجتہادی ہے جو کہ باعث اجر و ثواب ہے۔ تو آج مسئلہ فدک میں خطائے اجتہادی پر شور برپا نہ کیا جاتا۔ ساری عمر یہ ٹولہ ان مقدس ہستیوں کے بارے میں خطاء بول کر گناہ کا تاثر دیتے رہے اور آج انہیں خطائے اجتہادی بھی توہین لگنے لگی۔

6: ''زاغِ رفض'' نے اپنا رفض چھپانے کے لیے یہ سارا خط لکھا مگر اس کا رفض اس درجے کا ہے کہ چھپائے بھی نہیں چھپتا۔ روافض نے مسئلہ خطاء پر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کو ''مُخطِئَہ'' (خطائی) کہا۔ انہیں روافض کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ''زاغِ رفض'' نے بھی کنز العلماء امام جلالی زید شرفہ کو خطائی لکھا۔ اسے یہ خبر ہی نہیں کہ سہو و نسیان و خطاء کے بارے میں اہل سنت کے عقیدے کا روافض کے عقیدے اور ابن تیمیہ کے عقیدے سے فرق کیا ہے؟